یہ تحریر سرزمین شام میں شہید ہونے والے ایک پاکستانی بھائی کی کہانی ہے جو اس کے دوست "ابو ان شام" نے سوشل میڈیا پر شیئر کی ہے۔
Abu in Sham
@abuchair1

جب میں پہلی مرتبہ ابوسعد سے ملا تو اس وقت میں زخمی حالت میں ہسپتال میں پڑا تھا۔ جیساکہ حدیث رسول ﷺ میں بیمارکی تیمارداری کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، میں نے دیکھا کہ ایک بھائی مجھے دیکھنے آئے ہیں جن کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔میں اپنے مجموعے میں موجود تمام مہاجرین کو جانتا تھا جو انگریزی بولتے تھے لیکن اس بھائی کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔میں دیکھ سکتا تھا کہ وہ بھائی اپنے پرخلوص چہرے پر مسکراہٹ لیے مجھے دیکھ رہاتھا گویا مجھے بتارہے ہوں کہ وہ صر ف اللہ تعالیٰ کے رضا ہی کی خاطر مجھ سے ملنے آئے ہیں(جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں)۔اس سے مجھے بے حد خوشی ملی۔ یہ ابوسعد کے ساتھ میر دوستی کا آغاز تھا۔

میں نے پہلی ملاقات سے ہی محسوس کیا کہ ابوسعد تھوڑے سے شرمیلے اور حیادار تھے۔ وہ زیادہ باتیں نہیں کرتے تھے بس مسکراتے رہتے تھے۔ جتنا زیادہ میں اس سے باتیں کرتا ،اتنی ہی زیادہ میں اس کے قریب ہوتا گیا۔ہم چونکہ دونوں اُردو زبان بول سکتے تھے اس لیے ہم اپنی پرانی زندگیوں اور وقتوں کو یاد کیا کرتے تھے اور ہنسا کرتے تھے۔ان کے ساتھ زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے میں ان کے بارے میں کافی کچھ جان گیا۔

وہ جب شام آئے تو پہلےہی افغانستان وپاکستان کے میادین جہاد سے تربیت لے چکے تھے ۔ ابوسعد بھائی اور اس کے خاندان کے وزیرستان میں مجاہدین سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ہرچند کہ اس کی عمر اٹھارہ کے اردگرد تھی مگر جہاد ی حلقوں میں اچھے نام سے جاناجاتا تھا۔وہ کبھی کبھی اپنی بچپن کی زندگی سے متعلق مذاقاً باتیں کیاکرتاتھا جب وہ خود جہاد میں اتنا برسرپیکار نہیں تھا مگر اس کے بڑے بھائیوں کے پیچھے پاکستان کی غیراسلامی پولیس لگی ہوتی تھی ۔ جس کی وجہ سے چھوٹا ابوسعد بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ بھاگتا رہتااور پولیس سے لڑتا رہتا۔ یوں وہ بچپن سےہی پاکستانی پولیس سے قتال کرتارہا۔ابوسعد کے وہاں مجاہدین سےبہت اچھے تعلقات تھے اور وہاں افغانستان میں جہاد کے اچھے مواقع بھی میسر تھے مگر ابوسعدنے سرزمین شام کے لیے رخت سفر باندھا کیوں وہ احادیث رسول ﷺ میں بیان ہونے والے سرزمین شام کی اہمیت اور اپنے کمزور وبے بس مسلمان بہن بھائیوں کےدفاع کی فضیلت جانتے تھے۔ابوسعد بھائی کو شادی کی پیشکش بھی ہوئی کہ وہ پاکستان ہی میں رہیں اور وہاں جہاد کریں۔مگر اس نے سرزمین شام میں موجود اپنے بھائیوں کی مدد اور شہادت کو اپنی شادی پر ترجیح دے ڈالی۔شام پہنچنے سے پہلے وہ روزانہ وہاں اپنے بھائیوں سے شام جانے کےلیے کسی ترتیب کے بارے میں پوچھتے رہتے۔آخر کار صبر اور انتظار کے بعد اللہ تعالٰی نے ان کےلیے سرزمین شام کے راستے کھول دیے اور یوں وہ اس مقدس

سرزمین میں داخل ہوگئے۔

ابوسعد بھائی کو پہلے صفوں میں جانے اور معرکوں سے ایک غیرمعمولی لگاؤ تھااور اسے کسی معرکے میں حصہ نہ لیتےہوئے پانا بہت ہی مشکل تھا۔ جب بھی امیرصاحب کسی عسکری کام کےلیے سپاہیوں کو پکارتے تو ابوسعد اس میں حصہ لینے والے پہلے بندے ہوتے۔آپ کو محسوس ہوتا کہ ابوسعد کو لمبی زندگی کی نہ کو ئی امید ہےاور نہ وہ اسے چاہتے ہیں۔ وہ یہاں اولین صفوں میں لڑنے ہی کےلیے آئے تھے تاکہ شہداء میں سے ان کا انتخاب ہوجائے۔وہ ہمیشہ انصاری شامی مجاہدین سے اپنےعجمی لہجے کی عربی میں معرکوں کے متعلق پوچھتے رہتے۔
"فی معرکہ؟ متٰی معرکہ یازلمئ؟"
"معرکہ ہے؟ کب معرکہ ہے اے جوان؟"

اگر کبھی کسی معرکے کی تیار ی تاخیر کا شکار ہوتی اورپھر معرکے میں تاخیر ہوتی توآپ ابوسعد کو صف اول کے مورچوں میں بے قرار پاتے۔اور وہ اکثر اس تاخیر کی شکایت کرتا رہتا یا جب بھی اسے عربی نہ جاننے کی وجہ سے پہلے صف میں نہ جانے دیا جاتا۔اور جب اسے کہا جاتا کہ وہ اللہ سے ڈرے اور صبر اختیار کرے کہ کہیں اس کا اجر ضائع نہ ہوجائے تووہ یکدم خاموش ہوجاتا۔ اور آپ دیکھتے کہ ایسا کرنا اس کےلیے کتنا مشکل تھا مگر آپ دیکھتے کہ کس طرح اللہ کی رضاکےلیے اس نے اپنے آپ کو قابو کیا ہواہوتاتھا۔یہ ظاہر تھا کہ اسے دنیا کی اس قید سے نکلنے اور جنت میں جانے کی بےحد آرزو تھی۔

جب شام میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ تو اس نے جلدی سے ایک ایسے مجموعے کو چنا جومسلمانوں کے لہوکو بہانے سے بہت دور تھی۔جب بھائی

فارغ ہوتے تو ابوسعد بھائی ہمیشہ اپنے مذاح بھرے لہجے کےذریعےانہیں محظوظ کرتے رہتے۔مگر جب آپ اسے کوئی اسلامی ویڈیو دیکھتے ہوئے یامعرکوں کے لیے جاتے ہوئے دیکھتے تو آپ اسے ایک مکمل بدلاہواانسان پاتے۔وہ اپنا منہ اپنی پگڑی سے چھپاتے اور مستقل اللہ کا ذکرکرتے رہتے۔جب وہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر میں بھی مشغول ہوتاتب بھی وہ اس میں کھوجاتا اور کسی بھائی کی بات کا جواب بھی نہ دیتا مگر ہچکیوں کےساتھ۔

وہ ان چند بھائیوں میں سے تھاجو کبھی کبھار ہی اپنے ملکوں کو یاد کرتے ہیں اور جب کوئی انصاری بھائی عموماًمہاجرین کی قربانیوں کا ذکر کرتے تو وہ کہتا: "یہاں میری زندگی اس سے کہیں اچھی ہے جو میرے ملک میں ہوتی تھی،تو میں نے قربانی کسی چیز کی دی ہے؟"۔اسکے والد کوپتہ نہیں تھاکہ وہ جہاد میں ہے اور اس نے ابوسعد اوراسکے بھائیوں کا ان کے مضبوط اسلامی نظریے کی وجہ سے ایک طرح سے بائیکاٹ کررکھا تھا ۔اور اس کی ماں چند سال قبل وفات پاچکی تھی۔پس وہ سب کچھ جو ایک مہاجر یاد کرتاہے وہ اسکے والدین ہوتے ہیں جو اس کے نہیں تھے۔

میں جانتاتھا کہ اس کے پاس کبھی بھی پیسے نہیں ہوتے تھےسوائے چند چھوٹے موٹے تحائف اور اس تنخواہ کے جواکثر ہمارے مجموعے کے ساتھیوں کو ملتی تھی۔جیسے ہی ہمیں تنخواہ ملتی تو آپ دیکھتے کہ اس کی سخاوت تو کسی اور ہی درجے کی ہے۔وہ ان قلیل پیسوں سے اپنے بھائیوں کےلیے چھوٹے موٹے تحائف خریدتا یہاں تک کہ اس کے پاس انٹرنیٹ کےپیسے بھی نہ بچتے۔جب بھی اس کے پاس پیسے ہوتے اور ہم کچھ لینے دکان جاتے تو وہ ادائیگی کرنے پر اصرار کرتا اور ادائیگی کرکے ہی رہتا۔

ایک مرتبہ اس نے مجھے ایک نئی فوجی جیکٹ پہننے کے لیے دی جومیرے

خیال میں اس نے اس دکان سے خریدی تھی جہاں ہم اکثر جایا کرتے تھے۔اس نے مجھے جلدی سے کہا کہ یہ جیکٹ مجھ پر بہت جچتی ہے اور یہ کہ میں اسے رکھ لوں اور کہا کہ اس کے پاس ایک دوسری جیکٹ ہے۔میں نے وہ جیکٹ رکھ لی اورکچھ دنوں بعدوہ مجھ سے کہیں گم ہوگئی۔اس کو جب پتہ چلا کہ مجھ سے جیکٹ گم ہوگئی ہے تو اس نے مجھے سے سیدھے طورپرنہ پوچھا کہ کہیں میں پریشان نہ ہوجاؤں ۔میں نے سوچا کہ شاید اسے دکھ پہنچا ہوگا کہ اس نے اپنے قلیل سی تنخواہ میں میرے لیے اتنا خرچہ کیا۔لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اسے یقین ہوا کہ مجھ سے جیکٹ گم ہوگئی ہے، تومیں نے دیکھا کہ وہ اسی طرح کی ایک دوسری جیکٹ لیے آرہا ہے اور کہنے لگا کہ یہ رکھ لو۔اس سخاوت اور محبت نے تو مجھے حیران کردیا۔اس پر تو اور بھی بتانے کوبہت کچھ ہے مگر میں ابھی اس کے متعلق ایک اور واقعہ بیان کروں گا ان شاءا للہ۔ ایک مرتبہ اسے مال غنیمت میں سے ایک بہت ہی اعلی کوالٹی کی ٹوپی ملی اور پھر جب اس نے دیکھا کہ میرے پاس ایسی ٹوپی نہیں ہے تو اس نے اپنی ٹوپی مجھے دے کر میری والی سستی ٹوپی خود رکھ لی۔

اللہ سبحانہ وتعالی ان کو جزائے خیر دے اور انہیں شہداء میں سے قبول کرے۔ آمین۔جب بھی کسی بھائی کو اس کے گھر میں کسی جسمانی کام یا وئیرہاؤس میں کسی سخت کام کی ضرورت پیش آتی تو ہرکوئی ابوسعد سے مدد کو کہتا کیوں کہ سب کوپتہ تھا کہ وہ کبھی انکار نہیں کرے گا۔وہ گھنٹوں گھنٹوں بھائیوں کے گھروں میں بغیر کسی شکایت کے کام کرتااور خود مٹی اور دھول میں لت پت ہوکر واپس آتا۔وہ اتنا شریف النفس تھا کہ کبھی کبھار تو بھائی اس سے باقاعدة اپوائنٹ منٹ لیتے کام کےلیے۔مجھے خود بھی یاد نہیں پڑتا کہ کتنی مرتبہ اس نے مجھےکتنی جگہوں سے پِک کیا اور وہاں پہنچایا جہاں میں چاہتا تھا چاہے یہ اندھیری رات کا ہی وقت کیوں نہ ہوتا۔کئی مرتبہ تو بھائیوں کو مختلف امدادی تنظیموں کی طرف سے ملنے والے سامان کو لوڈ ان لوڈ

کرنے کےلیے یاسامان کی پیکنگ کرنے کےلیے بندوں کی ضرورت پڑتی تو کئی سارے بھائی بھی اس کام سےجی چراتے تھے کہ یہ ایک لمبا اور تھکادینے والا کام ہوتامگر ابوسعد کو آپ ہر ایسے کام کےلیے تیار پاتے۔

ہمارے پاس ابوسعد کی خوبیاں بیان کرنے کےلیے بہت کچھ ہے مگر بات کو مختصر کرنےکےلیے میں نے بہت کچھ چھوڑدیاہے۔

ابوسعد کو اپنے نیت میں اخلاص کے متعلق بہت تشویش ہوتی تھی اور اکثر قریبی بھائیوں سےہی مشورہ لیتا کہ کیسے ریاکاری سے بچاجائے۔آپ محسوس کرسکتے تھے کہ وہ اکثر خوشی کے موڈ میں نہ ہوتے تھے خصوصاً جب بھی کوئی کانوائے ان کے ساتھ ہوتا۔اور وہ بتاتا کہ کس طرح وہ پہلے صفوں میں جاننا چاہتاہے مگر ریاکاری کا ڈر بھی لگ رہا ہے۔

آخرکار اس کی شہادت۔ جیسا کہ بتایاگیا،ابوسعد کھانا کھارہے تھے کہ قریبی محاذ پر موجود بھائیوں کو فوراً کمک کی ضرورت پڑھ گئی۔پس اس نے اپنے کھانے کو چھوڑا اور معرکے پر جانے کےلیے تیار ہوگیا۔بھائیوں نے اسے کھانا پورا کرکے جانے کو کہا۔اس پر ابوسعد نے جوب دیا:
"میں اسے جنت میں پورا کروں گا۔ ان شاء اللہ"
اسی معرکے میں اللہ تعالٰی نے اسے شہادت کے مرتبے پر فائز کردیا۔ان شاء اللہ

ہم امیدکرتےہیں کہ اس نے اپنا کھانا جنت میں پورا کردیا ہوگااور وہاں لطف اندوز ہورہا ہوگا۔

اللہ ان کو قبول فرمائے اور ہمیں جنت الفردوس میں اکٹھا فرمائے۔ آمین